اِبلیس کی مجلسِ شُوریٰ

۱۹۳۶ء

اِبلیس

یہ عناصر کا پُرانا کھیل، یہ دُنیائے دُوں
ساکنانِ عرشِ اعظم کی تمنّاؤں کا خوں!
اس کی بربادی پہ آج آمادہ ہے وہ کارساز
جس نے اس کا نام رکھا تھا جہانِ کاف و نوں
مَیں نے دِکھلایا فرنگی کو مُلوکیّت کا خواب
میں نے توڑا مسجد و دَیر و کلیسا کا فسوں
مَیں نے ناداروں کو سِکھلایا سبق تقدیر کا
مَیں نے مُنعِم کو دِیا سرمایہ داری کا جنُوں
کون کر سکتا ہے اس کی آتشِ سوزاں کو سرد
جس کے ہنگاموں میں ہو اِبلیس کا سوزِ دروں
جس کی شاخیں ہوں ہماری آبیاری سے بلند
کون کر سکتا ہے اُس نخلِ کُہن کو سرنِگوں!

پہلا مُشیر

اس میں کیا شک ہے کہ محکم ہے یہ اِبلیسی نظام
پختہ تر اس سے ہُوئے خوئے غلامی میں عوام
ہے ازل سے ان غریبوں کے مقدر میں سجود
ان کی فطرت کا تقاضا ہے نمازِ بے قیام
آرزو اوّل تو پیدا ہو نہیں سکتی کہیں
ہو کہیں پیدا تو مر جاتی ہے یا رہتی ہے خام
یہ ہماری سعیِ پیہم کی کرامت ہے کہ آج
صوفی و مُلّا مُلوکیت کے بندے ہیں تمام
طبعِ مشرق کے لیے موزوں یہی افیون تھی
ورنہ 'قوّالی' سے کچھ کم تر نہیں 'علمِ کلام'!
ہے طواف و حج کا ہنگامہ اگر باقی تو کیا
کُند ہو کر رہ گئی مومن کی تیغِ بے نیام
کس کی نومیدی پہ حجت ہے یہ فرمانِ جدید؟
'ہے جہاد اس دور میں مردِ مسلماں پر حرام!'

دُوسرا مُشیر

خیر ہے سُلطانیِ جمہور کا غوغا کہ شر
تُو جہاں کے تازہ فتنوں سے نہیں ہے با خبر!

پہلا مُشیر

ہُوں، مگر میری جہاں بینی بتاتی ہے مجھے
جو ملوکیّت کا اک پردہ ہو، کیا اُس سے خطر!
ہم نے خود شاہی کو پہنایا ہے جُمہوری لباس
جب ذرا آدم ہُوا ہے خود شناس و خود نگر
کاروبارِ شہریاری کی حقیقت اور ہے
یہ وجودِ میر و سُلطاں پر نہیں ہے مُنحصَر
مجلسِ ملّت ہو یا پرویز کا دربار ہو
ہے وہ سُلطاں، غیر کی کھیتی پہ ہو جس کی نظر
تُو نے کیا دیکھا نہیں مغرب کا جُمہوری نظام
چہرہ روشن، اندرُوں چنگیز سے تاریک تر!

تیسرا مُشیر

رُوحِ سُلطانی رہے باقی تو پھر کیا اِضطراب
ہے مگر کیا اُس یہودی کی شرارت کا جواب؟
وہ کلیمِ بے تجلّی، وہ مسیحِ بے صلیب
نیست پیغمبر ولیکن در بغل دارد کتاب
کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہِ پردہ سوز
مشرق و مغرب کی قوموں کے لیے روزِ حساب!
اِس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا طبیعت کا فساد
توڑ دی بندوں نے آقاؤں کے خیموں کی طناب!

چوتھا مُشیر

توڑ اس کا رومۃُ الکبریٰ کے ایوانوں میں دیکھ
آلِ سیزر کو دِکھایا ہم نے پھر سیزر کا خواب
کون بحرِ روم کی موجوں سے ہے لِپٹا ہُوا
'گاہ بالد چوں صنوبر، گاہ نالد چوں رباب' ☆

تیسرا مُشیر

مَیں تو اُس کی عاقبت بینی کا کچھ قائل نہیں
جس نے افرنگی سیاست کو کِیا یوں بے حجاب

پانچواں مُشیر

(اِبلیس کو مخاطَب کر کے)

اے ترے سوزِ نفَس سے کارِ عالم اُستوار!
تُو نے جب چاہا، کِیا ہر پردگی کو آشکار
آب و گِل تیری حرارت سے جہانِ سوز و ساز
اَبلہِ جنت رتری تعلیم سے دانائے کار
تجھ سے بڑھ کر فطرتِ آدم کا وہ مَحرم نہیں
سادہ دل بندوں میں جو مشہور ہے پروردگار
کام تھا جن کا فقط تقدیس و تسبیح و طواف
تیری غیرت سے ابد تک سرنِگون و شرمسار
گرچہ ہیں تیرے مُرید افرنگ کے ساحر تمام
اب مجھے ان کی فراست پر نہیں ہے اعتبار
وہ یہودی فتنہ گر، وہ رُوحِ مَزدک کا بُروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جُنوں سے تار تار

زاغِ دشتی ہو رہا ہے ہمسرِ شاہین و چرغ
کتنی سُرعت سے بدلتا ہے مزاجِ روزگار

چھا گئی آشفتہ ہو کر وسعتِ افلاک پر
جس کو نادانی سے ہم سمجھے تھے اک مُشتِ غبار

فتنۂ فردا کی ہیبت کا یہ عالم ہے کہ آج
کانپتے ہیں کوہسار و مَرغزار و جُوئبار

میرے آقا! وہ جہاں زیر و زبر ہونے کو ہے
جس جہاں کا ہے فقط تیری سیادت پر مدار

اِبلیس

(اپنے مُشیروں سے)

ہے مرے دستِ تصرّف میں جہانِ رنگ و بو
کیا زمیں، کیا مہر و مہ، کیا آسمانِ تُوبتُو

دیکھ لیں گے اپنی آنکھوں سے تماشا غرب و شرق
مَیں نے جب گرما دیا اقوامِ یورپ کا لہو

کیا امامانِ سیاست، کیا کلیسا کے شیوخ
سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ہُو

کارگاہِ شیشہ جو ناداں سمجھتا ہے اسے
توڑ کر دیکھے تو اس تہذیب کے جام و سبو!
دستِ فطرت نے کِیا ہے جن گریبانوں کو چاک
مَزدکی منطق کی سوزن سے نہیں ہوتے رفُو
کب ڈرا سکتے ہیں مجھ کو اِشتراکی کُوچہ گرد
یہ پریشاں روزگار، آشفتہ مغز، آشفتہ مُو
ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اُس اُمّت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو
خال خال اس قوم میں اب تک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشکِ سحرگاہی سے جو ظالم وضو
جانتا ہے، جس پہ روشن باطنِ ایّام ہے
مزدکیت فتنۂ فردا نہیں، اسلام ہے!

(۲)

جانتا ہُوں مَیں یہ اُمّت حاملِ قُرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دِیں
جانتا ہُوں مَیں کہ مشرق کی اندھیری رات میں
بے یدِ بیضا ہے پیرانِ حرم کی آستیں

عصرِ حاضر کے تقاضاؤں سے ہے لیکن یہ خوف
ہو نہ جائے آشکارا شرعِ پیغمبر کہیں

الحذَر! آئینِ پیغمبر سے سَو بار الحذَر
حافظِ ناموسِ زن، مرد آزما، مرد آفریں

موت کا پیغام ہر نوعِ غلامی کے لیے
نے کوئی فغفور و خاقاں، نے فقیرِ رہ نشیں

کرتا ہے دولت کو ہر آلودگی سے پاک صاف
مُنعموں کو مال و دولت کا بناتا ہے امیں

اس سے بڑھ کر اور کیا فکر و عمل کا انقلاب
پادشاہوں کی نہیں، اللہ کی ہے یہ زمیں!

چشمِ عالم سے رہے پوشیدہ یہ آئیں تو خوب
یہ غنیمت ہے کہ خود مومن ہے محرومِ یقیں

ہے یہی بہتر الٰہیات میں اُلجھا رہے
یہ کتابُ کی تاویلات میں اُلجھا رہے

(۳)

توڑ ڈالیں جس کی تکبیریں طلسمِ شش جہات
ہو نہ روشن اُس خدا اندیش کی تاریک رات

ابنِ مریم مر گیا یا زندۂ جاوید ہے
ہیں صفاتِ ذاتِ حق، حق سے جُدا یا عینِ ذات؟
آنے والے سے مسیحِ ناصری مقصود ہے
یا مجدّد، جس میں ہوں فرزندِ مریم کے صفات؟
ہیں کلامُ اللہ کے الفاظ حادِث یا قدیم
اُمّتِ مرحوم کی ہے کس عقیدے میں نجات؟
کیا مسلماں کے لیے کافی نہیں اس دَور میں
یہ الٰہیات کے ترشے ہُوئے لات و منات؟
تم اسے بیگانہ رکھّو عالمِ کردار سے
تا بساطِ زندگی میں اس کے سب مُہرے ہوں مات
خیر اسی میں ہے، قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اَوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات
ہے وہی شعر و تصوّف اس کے حق میں خوب تر
جو چھُپا دے اس کی آنکھوں سے تماشائے حیات
ہر نفَس ڈرتا ہُوں اس اُمّت کی بیداری سے مَیں
ہے حقیقت جس کے دِیں کی احتسابِ کائنات
مست رکھّو ذکر و فکرِ صبح گاہی میں اسے
پختہ تر کردو مزاجِ خانقاہی میں اسے

ابلیس: شیطان۔ مجلسِ شوریٰ: جس محفل میں باہم مشورہ کرنے والے ہوں۔ عناصر کا پرانا کھیل: مراد یہ دنیا جو بہت قدیم ہے اور آگ، پانی، ہوا اور مٹی سے بنی ہے۔ دُنیائے دوں: گھٹیا کمینی دنیا، یہ کائنات۔ عرشِ اعظم: بڑا تخت، خدا نیز فرشتوں کا ٹھکانا۔ تمناؤں کا خوں: مراد تمنائیں پوری نہ ہونا، ناکامی۔ آمادہ: تیار۔ کارساز: کام بنانے والا، مراد خدا۔ جہانِ کاف ونوں: ''کن'' کا جہان۔ ایک قرآنی آیت کے مطابق جب خدا کچھ پیدا کرنا چاہتا ہے تو ''کن'' (ہوجا) فرما دیتا ہے اور وہ ہو جاتی ہے۔ مراد یہ دنیا۔ مُلوکیت: بادشاہت، مراد حکمرانی۔ دَیر: مندر۔ کلیسا: گرجا (مسجد..... کلیسا سے مراد ہر قوم کا مذہبی جذبہ)۔ فسوں: افسوں، جادو۔ تقدیر کا سبق: سب کچھ تقدیر پر ڈال دینے کا سبق۔ منعم: دولت مند۔ سرمایہ داری: دولت اکٹھی کرنے کی حالت۔ آتشِ سوزاں: جلا دینے والی آگ۔ سوزِ دروں: اندر یعنی باطن کی گرمی یا آگ۔ آبیاری: کھیت یا درخت کو پانی دینا۔ نخلِ کہن: پرانا درخت، مراد مضبوط جڑوں والا درخت۔ سرنگوں کرنا: مراد نیچے گرانا۔ ابلیسی نظام: شیطانی کاموں کا سلسلہ۔ پختہ تر: مراد زیادہ پکی (عادت)۔ خوئے غلامی: غلامی کی عادت۔ سجود: سجدہ۔ نمازِ بے قیام: مراد غلامی میں جھکے رہنا، آزاد قوم کی طرح سربلند نہ رکھنا۔ خام: کچی۔ سعیِ پیہم: لگاتار کوشش۔ کرامت: ایسا کام جو عام انسان کے بس میں نہ ہو۔ مُلوکیت کا بندہ: بادشاہت کا غلام، حکمرانوں کا غلام۔ طبعِ مشرق: مراد مشرقی قوموں کا مزاج۔ موزوں: مناسب۔ افیون: افیم۔ قوالی: چند آدمیوں کا مل کر نعتیہ اور حمدیہ کلام گانا۔ علمِ کلام: وہ علم جس میں اسلامی عقیدے دلیلوں سے ثابت کیے جاتے ہیں۔ طواف: کعبہ کے گرد چکر لگانے کا عمل۔ حج کا ہنگامہ: مراد حج کے موقع پر مسلمانوں کا زوردار اجتماع۔ کند: جو تیز نہ ہو۔ تیغِ بے نیام: ننگی تلوار، مراد جوش وجذبہ، جدوجہد۔ نومیدی: مایوسی۔ حجت: دلیل۔ فرمانِ جدید: نیا حکم۔ اشارہ ہے قادیانی رہنما میرزا غلام احمد کے اس فتوے کی طرف کہ اب اِس دور میں جہاد کی ضرورت نہیں۔ حرام: منع کیا گیا۔ سلطانیِ جمہور: عوام کی حکومت، جمہوریت۔ غوغا: شور، ہنگامہ۔ تازہ فتنے: نئے نئے جھگڑے / شوشے۔ جہاں بینی: دنیا کے معاملات اور حالات پر گہری نظر ہونے کی کیفیت۔ مُلوکیت کا اِک پردہ: مراد جمہوریت کی آڑ میں دراصل بادشاہت ہی کا عمل دخل ہے۔ جمہوری لباس: عوامی لباس، مراد بادشاہت کو جمہوریت کے جعلی نام سے برقرار رکھا ہے۔ آدم: مراد انسان۔ خودشناس: اپنی ذات / خودی سے پوری طرح باخبر۔ خودنگر: اپنی ذات پر نظر رکھنے والا۔ کاروبارِ شہریاری: بادشاہت کے معاملے۔ وجودِ میر وسلطاں: بادشاہوں اور حکمرانوں کی ذات / ہستی۔ منحصر: جس پر انحصار ہو۔ مجلسِ ملت: نیشنل اسمبلی۔ پرویز: مشہور ایرانی بادشاہ خسرو پرویز، مراد کوئی بھی بادشاہ۔ کسی چیز پر نظر ہونا: مراد اسے لوٹنے کا ارادہ رکھنا۔ مغرب: یورپ۔ جمہوری نظام: عوامی حکومت کا طریقہ، ڈیموکریسی۔ چہرہ روشن: مراد ظاہر میں ایک اچھا نظام۔ اندروں: باطن، دل۔ چنگیز: وہ ظالم منگول سردار جس

نے تیرھویں صدی عیسوی میں ایران میں مسلمانوں کا قتلِ عام کیا تھا۔ **تاریک تر**: مراد بعد ظالم۔ **روحِ سلطانی**: بادشاہت (ایک آدمی کی حکومت) کی اصل۔ **اضطراب**: بے چینی۔ **اُس یہودی کی شرارت**: مراد مشہور جرمن یہودی سوشلسٹ کارل ہنرخ مارکس جس نے سرمایہ داری کے خلاف کتاب ''داس کیپٹل'' لکھی۔ اس کا نظریہ تھا کہ محنت کے بغیر دولت بیکار رہے (۵ مئی ۱۸۱۸ء۔ ۱۴ مارچ ۱۸۸۳ء)۔ **کلیم بے تجلی**: ایسا پیغمبر (موسیٰ) جسے اللہ کا جلوہ نصیب نہ ہوا۔ مراد یہودی کارل مارکس، دنیا بھر کے مزدور جس کے معتقد ہیں۔ **مسیح بے صلیب**: مراد کارل مارکس جسے صلیب پر تو نہیں لٹکایا گیا لیکن اس کی زندگی حضرت عیسیٰ کی مانند تنگی میں کٹی۔ ''**نیست پیغمبر و لیکن در بغل دارد کتاب**'' ترجمہ: وہ (کارل مارکس) باقاعدہ پیغمبر تو نہیں ہے لیکن پیغمبروں کی مانند اس کی بغل میں یعنی اس کے پاس بھی کتاب ہے (داس کیپٹل)۔ **نگاہِ پردہ سوز**: ایسی نگاہ جو چھپی چیزوں کو بھی پوری طرح دیکھ لے/ رازوں کو جان لے۔ **روزِ حساب**: قیامت کا دن۔ **بندہ**: غلام محکوم۔ **آقا**: مالک، حکمران۔ **توڑ دی ...... خیموں کی طناب**: خیموں کی رسی، مراد آقاؤں کی آقائی ختم کر دی، خود آقا بن گئے۔ **توڑ**: علاج، چارہ۔ **رومۃ الکبریٰ**: مراد اٹلی (جو کبھی بہت بڑی سلطنت تھی)، جہاں مسولینی اب آمر بن گیا ہے۔ **آلِ سیزر**: مراد جولیس سیزر کی اولاد جو قدیم روم کا فرماں روا تھا۔ مراد اطالیہ کے لوگ جو اس کی عظمت اور اقتدار کے وارث ہیں۔ **سیزر کا خواب**: مراد قیصر روم بننے کا منصوبہ۔ **بحرِ روم**: اٹلی/ اطالیہ جس کے ساحل پر واقع ہے۔ **عاقبت بینی**: انجام پر نظر رکھنے کی کیفیت۔ **قاتل**: مارنے والا۔ **افرنگی سیاست**: یورپ کی سیاست۔ **بے حجاب**: بے پردہ، یعنی عیب وغیرہ ظاہر کر دیے۔ **سوزِ نفس**: سانس/ ذات کی گرمی۔ **کارِ عالم**: کائنات/ دنیا کا معاملہ۔ **اُستوار**: مضبوط، پختہ۔ **پردگی**: چھپی ہوئی چیز، راز۔ **آب و گل**: پانی اور مٹی، مراد یہ دنیا۔ **جہانِ سوز و ساز**: مراد ایسی دنیا جس میں ہنگاموں اور فتنوں وغیرہ کی گرمی ہے۔ **ابلہِ جنت**: جنت کے سیدھے سادے لوگ، اشارہ ہے حدیث حضور اکرمؐ کی طرف کہ جنت کے لوگ سیدھے سادے ہوں گے۔ **دانائے کار**: معاملات پر جس کی پوری گرفت اور نظر ہو، مجرم: واقف، باخبر۔ **سادہ دل**: چالاکی اور فریب سے پاک دل والا۔ **تقدیس**: اللہ کی پاکی بیان کرنا۔ **طواف**: کعبہ کے گرد چکر لگانا (مراد مذہب سے لگاؤ)۔ **تسبیح**: پروئے ہوئے دانوں پر اللہ کے نام کا ورد۔ **ابد تک**: ہمیشہ ہمیشہ کے لیے۔ **سرنگوں**: الٹا سر کیے، مراد شرمندہ۔ **ساحر**: جادوگر۔ **فراست**: ذہانت، دانائی۔ **یہودی فتنہ گر**: یہودی فتنہ فساد پھیلانے والا، مراد مارکس۔ **روحِ مزدک**: مزدک کی روح، مزدک پانچویں صدی عیسوی کا ایرانی مذہبی رہنما اور اس فلسفے کا بانی کہ دولت، زمین اور عورت پر سب کا یکساں حق ہے۔ **بُروز**: کسی کی روح کا کسی دوسری شکل میں ظاہر ہونا۔ **قبا تار تار ہونا**: لباس پھٹ جانا، مراد سرمایہ داری/ بادشاہت کا خاتمہ ہونا۔ **زاغِ دشتی**: جنگلی کوا، مراد مزدور۔ **ہمسر**: برابری کرنے والا۔ **چرغ**: باز کی قسم کا ایک شکاری پرندہ،

دونوں سے مراد سرمایہ دار یا بڑے لوگ. **مزاج روزگار بدلنا**: زمانے کے حالات بدلنا. **آشفتہ ہونا**: مراد پھیلنا. **افلاک**: فلک کی جمع، آسمان، پوری فضا. **مشتِ غبار**: مٹی کی مٹھی، مراد معمولی شے. **فتنۂ فردا**: مستقبل کا ہنگامہ مراد سوشلزم/ اشتراکیت. **عالم**: حالت، کیفیت. **مرغزار**: جانوروں کے چرنے کی جگہ. **جوئبار**: ندی، تینوں سے مراد پوری دنیا. **زیر و زبر ہونا**: اوپر نیچے ہونا، مراد بہت بڑی تبدیلی آنا. **سیادت**: سرداری، سرپرستی. **مدار**: انحصار.

ابلیس.. (اپنے مشیروں سے)

دستِ تصرف میں ہونا: مراد اختیار اور قبضے میں ہونا. **جہانِ رنگ و بو**: یہ کائنات/ دنیا. **مہر و مہ**: سورج اور چاند. **تو بتو**: تہ در تہ، اوپر نیچے. **غرب و شرق**: مغربی اور مشرقی ممالک. **لہو گرمانا**: جوش دلانا. **امامانِ سیاست**: بڑے بڑے سیاست دان/ سیاسی رہنما. **شیوخ**: جمع شیخ، مراد عیسائی پادری، مذہبی لوگ. **ہُو**: نعرہ، آواز. **کارگاہِ شیشہ**: شیشے کا کارخانہ، مراد بہت نازک شے. **تہذیب**: مراد سرمایہ داری، بادشاہت وغیرہ. **جام و سبو**: مراد طور طریقے. **تو ذرا دیکھے تو**: مراد ذرا بدل کر تو دکھائے (اس میں دھمکی ہے). **دستِ فطرت**: قدرت کا ہاتھ یعنی قدرت. **گریباں چاک کرنا**: مراد مختلف تعصبات کا پیدا ہونا مثلاً نسلی، جغرافیائی اور طبقاتی تعصب. **مزدکی منطق**: مزدک کا فلسفہ یعنی دولت، زمین اور عورت پر سب کا یکساں حق ہے. **سوزن**: سوئی. **رفو ہونا**: ٹانکا لگنا، سیا جانا. **اشتراکی کوچہ گرد**: گلی گلی یعنی آوارہ پھرنے والے اشتراکی/ سوشلسٹ. **پریشاں روزگار**: مراد جن کی زندگی بے چینیوں کی شکار ہے. **آشفتہ مغز**: سر پھرے، پاگل. **آشفتہ مو**: بال بکھرائے ہوئے، فکرمند. **شرارِ آرزو**: آرزو، مراد جذبوں کی چنگاری. **خال خال**: مراد بہت کم، اِکا دُکا. **اشکِ سحر گاہی**: صبح سویرے اللہ کے حضور رونے اور گڑگڑانے کا عمل، عشقِ حقیقی میں ڈوبے ہونا. **مزدکیت**: مزدک کا فلسفہ. **فتنۂ فردا**: مستقبل کا ہنگامہ یا خطرہ.

(۲)

حاملِ قرآں: قرآنی تعلیمات پر عمل کرنے والی. **مشرق کی اندھیری رات**: مراد مشرقی ملکوں میں جہالت اور نادانی کا دور دورہ. **بے یدِ بیضا**: روشن ہاتھ کے بغیر، ید بیضا حضرت موسیٰؑ کا ایک معجزہ تھا، مراد عظیم جذبوں اور عمل سے خالی. **پیرانِ حرم**: مسلم رہنما. **شرعِ پیغمبرؐ**: شریعت محمدیؐ. **آئینِ پیغمبرؐ**: دستور/ قانون محمدیؐ. **ناموسِ زن**: عورت کی عزت و شرم. **مرد آزما**: دلیروں کو پرکھنے والا. **مرد آفریں**: بڑے بڑے دلیر پیدا کرنے والا. **فغفور**: قدیم چین کے ایک بادشاہ کا لقب، مراد بادشاہ. **خاقان**: ترکستان کے بادشاہ کا لقب، مراد بادشاہ. **فقیرِ رہ نشیں**: راہ میں بیٹھنے والا گداگر، معمولی آدمی. **آلودگی**: گندگی، مراد حرام یا غلط قسم کی (دولت). **فکر و عمل کا**

انقلاب: سوچ، خیالات اور جدوجہد کے انداز میں تبدیلی۔ چشمِ عالم: مراد دنیا والوں کی نظر۔ محرومِ یقیں: خود اعتمادی سے عاری۔ الٰہیات: اللہ کی ذات سے متعلق فلسفیانہ مسئلے۔ تاویلات: جمع تاویل، ظاہری مطلب سے ہٹ کر دوسرا اغلاط مطلب لینے کے طریقے۔

(۳)

تکبیر: اللہ کی بڑائی کا اعلان، اللہ اکبر۔ طلسم: جادو۔ شش جہات: مراد ساری کائنات۔ خدا اندیش: خدا کی یاد میں ڈوبا رہنے والا۔ تاریک رات: مراد بے عملی کی حالت۔ ابنِ مریم: حضرت عیسیٰؑ۔ زندۂ جاوید: ہمیشہ زندہ یا برقرار رہنے والا۔ صفاتِ ذاتِ حق: اللہ تعالیٰ کی ہستی کی صفتیں (رحیم، کریم وغیرہ)۔ عینِ ذات: (یعنی وہ صفات) مکمل طور پر ذات ہیں۔ مسیحِ ناصری: مراد نصاریٰ یا نصرانیوں کا مسیح، یعنی حضرت عیسیٰؑ جو قیامت کے قریب پھر اس دنیا میں آئیں گے۔ مجدد: ایک روایت کے مطابق ہر صدی میں ایک کامل ولی پیدا ہوتا ہے جو لوگوں کو نئے سرے سے اسلامی اصول و قوانین کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ فرزندِ مریم کے صفات: حضرت عیسیٰؑ کی سی صفتیں (مثلاً مردے میں نئی روح پھونکنا)۔ حادث یا قدیم: فلسفہ الٰہیات کی ایک بحث مراد قرآنی الفاظ آفرینشِ دنیا کے بعد تخلیق ہوئے یا خدا کی طرح قدیم ہیں۔ امتِ مرحوم: جس قوم پر اللہ کی رحمت ہوئی ہے۔ ملتِ اسلامیہ۔ تراشے ہوئے لات و منات: مراد بنائے ہوئے بت یعنی فلسفہ الٰہیات کی مذکورہ بحثیں جن میں مسلمان اُلجھے ہوئے ہیں۔ بیگانہ رکھو: دور رکھو۔ عالمِ کردار: مراد جدوجہد کی دنیا۔ بساطِ زندگی: زندگی کی شطرنج، زندگی۔ مہرے مات ہونا: شطرنج کی بازی ہارنا، مراد زندگی کے ہر شعبے میں وہ بے عمل ہو کر رہ جائے۔ جہانِ بے ثبات: فانی دنیا۔ خوب تر: بہت اچھا، بہتر۔ تماشائے حیات: زندگی کے ہنگامے اور ولولے۔ بیداری: مراد جذبوں کا زندہ ہونا۔ احتسابِ کائنات: مراد دنیا کو برے کاموں سے روکنا اور اچھے کاموں کا حکم دینا۔ ذکر و فکرِ صبح گاہی: مراد صرف عبادت ہی میں مصروف رہیں، دنیا کی فلاح پر توجہ نہ دیں۔ پختہ تر: مراد زیادہ عادی۔ مزاجِ خانقاہی: خانقاہ میں رہنے کی عادت، مراد بے عملی کی زندگی۔

☆ کبھی تو وہ سرو کے درخت کی طرح اونچا ہوتا ہے اور کبھی رباب (سارنگی) کی طرح نالہ کرتا ہے یعنی اس مقصد کے حصول کے لیے ہر طرح کی کوشش کر رہا ہے۔